نظــرات

ہر پاکستانی کے لئے یہ بات رنج و الم کا باعث ہے کہ پاکستان کا ایک بازو ظالمانہ طور پر کاٹ کر اس سے الگ کر دیا گیا ہے ۔ ہماری تاریخ کا یہ ایک ایسا المیہ ہے جس پر دل خون کے آنسو روتا ہے ۔ ہمارے دشمن ملک بھارت نے ہماری بعض کمزوریوں سے فائدہ اٹھایا اور جارحانہ کارروائی کر کے ہمارے ایک حصے کو ، وقتی طور پر سہی ، ہم سے جدا کر دیا ۔ مشرقی محاذ پر ہماری ناکامی اور بھارت کا غاصبانہ قبضہ عبرت کا تازیانہ ہے ۔ قدرت کی طرف سے یہ ایک تنبیہ ہے ۔ اس کے بعد بھی اگر ہم بیدار نہ ہوئے اور اصلاح حال کی فکر نہ کی تو ہمیں اس سے بھی بد تر انجام کے لئے تیار رہنا چاہئے ۔ یاد رکھنا چاہئے کہ فطرت کا آئین مسلم کسی کے ساتھ رعایت نہیں کرتا ۔

اس دنیا کا نظام اسباب اور نتائج کے ابدی اور اٹل قانون کے تحت چل رہا ہے ۔ عمل اور مکافات عمل اس دنیا کا ایک غیر متبدل اصول ہے ۔ انسان کی زندگی میں پیش آنے والے اچھے یا برے حالات خود اس کے اپنے اچھے یا برے عمل کا نتیجہ ہوتے ہیں ۔ خالق کائنات کا ارشاد ہے : ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم (القرآن) ، تم کو جو مصیبت بھی پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے کیئے کا نتیجہ ہے ۔ مشرقی پاکستان میں جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے وہ ہماری شامت اعمال ہے ۔ اس المیے کو ایک سانحہ یا غیر متوقع حادثہ سمجھنا درست نہیں ۔ اس عالم کون و فساد میں جن واقعات کو حادثات کہا جاتا ہے ، بہ نظر غائر دیکھا جائے تو وہ بھی اچانک رونما نہیں ہوتے ۔ ان کے پیچھے برسوں کے عوامل کی کار فرمائی ہوتی ہے ۔ یہ اور بات ہے کہ اپنی نادانی اور بے بصیرتی کی وجہ سے ہم ان کو سمجھنے سے قاصر رہیں ۔

موجودہ حالات کا اولین و آخریں تقاضا یہی ہے کہ ہم خلوص دل، نیک‌نیتی اور بے‌لاگ حق پسندی کے ساتھ ان حقیقی عوامل کا سراغ لگائیں اور صدق دل سے تلافی مافات کی کوشش کریں - افراد اپنی انفرادی زندگیوں کا جائزہ لیں اور اجتماعی ادارے اپنے مجموعی کردار کو دیکھیں، ہم کیا ہیں ؟ ہمارا قومی وجود کیا ہے ؟ ہمارے قومی وجود کا مقصد کیا ہے ؟ اقوام عالم میں امت مسلمہ کا اصلی منصب کیا ہے ؟

ہمیں برصغیر میں اپنی اجتماعی جدوجہد کی تاریخ کا از سر نو تنقیدی جائزہ لینا چاہیئے - ماضی اور حال سے سبق لے کر مستقبل کے لئے راہ عمل متعین کرنی چاہئے - حصول پاکستان کی جد و جہد کا آغاز کب اور کیسے ہوا - وہ اغراض و مقاصد کیا تھے جن کے لئے برصغیر کے مسلمانوں نے علیحدہ خطہ زمین کی ضرورت محسوس کی - وہ کیا اسباب و عوامل تھے جن کے باعث برصغیر کے مسلمان ہندو اکثریت کے ساتھ مل کر رہنے پر آمادہ نہ ہو سکے- اور ہندوؤں کے اثر سے آزاد ایک خود مختار ریاست کا مطالبہ کیا - اس کے بعد یہ بھی دیکھیں کہ پاکستان کن حالات میں قائم ہوا - پھر قیام پاکستان کے بعد ، اپنی آزادی کے ۲۴ سال ہم نے کس طرح گذارے- ان عظیم مقاصد کو ہم نے کس حد تک پورا کیا جن کے لئے پاکستان کی تحریک شروع کی گئی تھی - اور کس حد تک ہم نے ان مقاصد سے رو گردانی کر کے دوسرے گھٹیا مقاصد کو اپنا نصب العین بنا لیا -

جہاں تک خرابی کے احساس کا تعلق ہے ، بحمد اللہ ہماری قوم میں بحیثیت مجموعی یہ احساس کم و بیش ہمیشہ موجود رہا ہے - البتہ اصلاح کے وہ اقدامات نہیں کیے گئے جو انفرادی اور اجتماعی سطح پر کرنے ضروری تھے - ہماری سب سے بڑی بدقسمتی اب تک یہ رہی ہے کہ ہم صحیح قیادت سے محروم رہے - وہ معاشرہ جس کی قیادت غلط ہاتھوں میں ہو ، رفتہ رفتہ تباہی کے

کنارے پہنچ جاتا ہے۔ عمرانیات کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ لوگ ان ہی راستوں پر چلنے لگتے ہیں ، جو راہیں ان کے رہنما اختیار کرتے ہیں ۔ عامۃ الناس اپنے حکمران طبقے کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہیں ۔ اس مسئلے میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں کہ پاکستان کو موجودہ حالت تک پہنچانے میں ان حکمرانوں کا بڑا ہاتھ ہے جو اب تک اس کے در و بست پر قابض رہے۔ انہوں نے اقتدار کو ملک و قوم کی خدمت کی بجائے اپنے ذاتی مفاد اور ہوائے نفس کے لئے استعمال کیا۔ عوام کی نگاہوں سے اوجھل ایوان حکومت میں جو بد عنوانیاں ہوتی رہیں ، ان کا علم تو عالم الغیب کو ہے، وہ برائیاں بھی کم نہیں، جو کھلے بندوں ہوتی رہیں اور جن سے ملک کا ہر باشندہ متاثر ہوتا رہا۔

اللہ کا فضل و کرم ہے کہ اب ملک کی باگ ڈور ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں آگئی ہے جسے گزشتہ عام انتخابات میں پاکستانی قوم اپنا نمائندہ تسلیم کر چکی ہے اور جس نے ببانگ دھل یہ اعلان کیا ہے کہ اس کا ہر اقدام عوام کی مرضی اور مفاد سے ہم آہنگ ہوگا۔ وہ ایسا کوئی کام نہیں کرے گا جس میں اسے عوام کی تائید و حمایت حاصل نہ ہو۔ یہ تبدیلی انشاء اللہ دوررس نتائج کا سبب ہو گی۔ یہ تبدیلی کوئی معمولی تبدیلی نہیں۔ پاکستان میں پہلی بار یہ وقت آیا ہے کہ عنان حکومت عوام کے منتخب نمائندوں کے ہاتھ میں ہے۔

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے صدارت کا عہدہ سنبھالتے ہی اپنی پہلی تقریر میں تفصیل سے ان اصلاحات کا ذکر کیا ہے جو وہ ملک میں لانا چاہتے ہیں۔ یہ اصلاحات وہ ہیں جو پاکستان کے عوام کی دیرینہ آرزوئیں ہیں اور زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھتی ہیں۔ قوم نے موجودہ صدر کی تقریر اور ان کے نیک ارادوں کا دل سے خیر مقدم کیا ہے۔ امید ہے کہ ملک کا ہر طبقہ صدر اور ان کے رفقائے کار کے ساتھ مکمل تعاون کرے گا۔ اور انہیں اس بات کا پورا موقع دے گا

کہ وہ ملک و قوم کی فلاح و بہبود اور تعمیر و ترقی کے لئے اپنے ارادوں کو عملی جامہ پہنائیں۔ ان اصلاحی اقدامات سے اگر کچھ لوگوں کو بظاہر کوئی نقصان پہنچے تو اسے ملک و قوم کے اجتماعی مفاد کے لئے بطیب خاطر گوارا کرلینا چاہئے۔

مسٹر بھٹو کو قدرت نے اس وقت وسیع اختیارات سے نوازا ہے اور انہیں یہ سنہرا موقع دیا ہے کہ وہ ملک و قوم کی بہتری اور اسلامی اقدار کی سربلندی کے لئے کام کریں۔ قوم پہلے ہی مایوسی اور بد دلی کا شکار تھی۔ مشرقی پاکستان کے المیہ نے قوم کو اس مقام پر لا کھڑا کر دیا تھا جہاں کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ کیا کرے اور کہاں جائے۔ یہاں سے وہاں تک ایک بھیانک خلا تھا۔ مسٹر بھٹو کے آنے سے وہ خلا پر ہو گیا۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی صدر بھٹو کو ملک و قوم اور دین اسلام کی بے لوث خدمت کی پوری پوری توفیق عطا کرے۔ اور ان کی آمد پاکستان میں ایک نئے دور کی نقیب ثابت ہو۔ ہر طرف اخوت، مساوات، امن، خوشحالی، سیاسی استحکام اور اسلامی روح کی بیداری کا دور دورہ ہو۔

یہ تجویز عرصے سے زیر غور تھی کہ فکرو نظر کو ٹائپ میں چھاپا جائے۔ چند ماہ پیشتر اس کی بابت استصواب بھی کیا گیا تھا۔ اس کے جواب میں جو خطوط موصول ہوئے ان کی روشنی میں اب سے بہت پہلے، یہ فیصلہ کر لیا گیا تھا کہ رسالہ ٹائپ ہی میں چھاپا جائے۔ بعض انتظامی دشواریوں کی وجہ سے اس پر فی الفور عملدرآمد نہ ہو سکا اور بات التواء میں پڑگئی، جنوری کا شمارہ ٹائپ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ جو قارئین ٹائپ نہیں پسند کرتے، ادارہ ان سے معذرت خواہ ہے۔

حالات کے تحت، فکرو نظر کے صفحات کم کر دیے گئے ہیں۔ جنوری سے ان کی تعداد ۸۰ کی بجائے ۶۰ ہوا کرے گی۔